بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

أَمَّا بَعْدُ:

17. فہم سلف کے بغیر قرآن وسنت کو سمجھنے کا کیا صحیح طریقہ ہے-حصہ سوم

فہم سلف کی شرعی حیثیت کا درس جاری ہے اور ہم بات کر رہے تھے کہ اگر فہم سلف حجت نہیں ہے تو پھر ہمارے پاس وہ کون سے راستے، کون سے منہج باقی رہتے ہیں قرآن اور حدیث کو سمجھنے کے لیے؟

آج کی نشست میں ہم بات کریں گے ساتویں نمبر پر جو ساتویں چیز رہتی ہے وہ ہے رائے اور ان کو کہتے ہیں اہل الرائی۔ پہلے نمبر پر اندھی تقلید تھی، دوسرے پر عقل و منطق، تیسرے نمبر پر خواب، چوتھے نمبر پر کشف، مراقبہ اور وجد، پانچویں نمبر پر ذوق، چھٹے نمبر پر لغت، آج کے درس میں ساتویں نمبر پر الرائی یا رائے اور ان کو کہا جاتا ہے اہل الرائی۔

7۔اہل الرائی کون ہیں اور کیا صرف رائے کی بنیاد پر، اپنی سوچ کی بنیاد پر، اپنی مرضی سے قرآن اور حدیث کو سمجھا جا سکتا ہے؟ آیئے دیکھتے ہیں۔

اہل الرائی کون ہیں؟ یہ وہ گروہ ہے جس نے حدیث سے زیادہ قیاس آرائیوں کا اور عقلی مفروضوں کا اہتمام کیا اور اسی پر اعتماد کیا ہے قرآن مجید کی تفسیر میں، عقیدے میں اور فقہ میں، تین چیزوں میں اور اس معاملے میں غلو سے کام لیا اور قیاس، عقل و منطق کو نصوص قرآن وسنت پر مقدم کر دیا بلکہ ان میں سے بعض نے یہاں تک کہا کہ قرآن وسنت نے لوگوں کی حالتوں کا دسواں حصہ بھی پورا نہیں کیا تو توسع ضروری تھا، حاجتیں ضروری تھیں۔ قرآن و حدیث میں جو مسائل ہیں جن مسائل کو بیان کیا گیا ہے وہ جو مسائل لوگوں میں موجود ہیں، وہ ان کا دسواں حصہ بھی نہیں ہیں اس لیے ہمیں ضرورت پڑ گئی قیاس کی اور رائے کی۔

انہیں کو اہل الرائی، اہل الکلام اور اہل القیاس بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بعض علماء کا قول ہے اور یہ قول اس لیے ہے میں وضاحت کر دوں کیوں کہ سلف کے زمانے میں اور خاص طور پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں بعض صحابہ سے رائے

کو مذمت کرنے کی دلیل ملتی ہے بعض آثار میں مثلاً سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "أَصْبَحَ أَهْلُ الرَّأْيِ أَعْدَاءَ السُّنَنِ أَعْيَتْهُمُ الأَحَادِيثُ أَنْ يَعُوهَاوَتَفَلَّتَتْ مِنْهُمْ أَنْ يَرْوُوهَا فَاسْتَبَقُوهَا بِالرَّأْيِ" (اہل الرئی جو ہیں وہ سنتوں کے دشمن بن گئے (کیسے ؟) سمجھنے سے قاصر رہے کہ حدیث کو یاد کرتے حفظ کرتے یا سمجھتے اور ان سے چھوٹ گئیں کہ ان کو روایت کرتے تو انہوں نے کہا ہم رائے سے کام چلا لیتے ہیں تو اپنی رائے کو مقدم کر دیا)۔

اب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں کوئی ایسا گروہ تھا جو فقہی مسائل میں اپنی رائے پیش کرتا تھا کبھی ؟ نہیں فقہی مسائل میں رائے نہیں پیش کرتے تھے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اگر کوئی اختلاف بھی تھا فقہی مسائل میں تو وہ قرآن و سنت کی روشنی میں اختلاف تھا کسی نے اپنی رائے کو مقدم نہیں کیا کسی نے اپنی رائے کا اعتبار نہیں کیا، کسی نے قیاس آرائیاں نہیں کیں دلیل کے ہوتے ہوئے۔

تو پھر کیا مراد ہے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی یہاں ؟ اہل الکلام جو اس زمانے میں موجود تھے جیسا کہ قدری موجود تھے، خوارج موجود تھے ان لوگوں نے، خوارج نے اپنی رائے کی بنیاد پر خروج کیا کہ نہیں کیا ورنہ خوارج کے پاس ہے کیا نکلنے کے لیے خروج کے لیے ؟ اپنی رائے کی بنیاد پر قرآن و سنت کو سمجھا اور خروج کر دیا۔﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾(الانعام/57) قرآن مجید کی آیت ہے اس میں کہاں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف خروج کرو بتائیں مجھے ؟ کیا صحابہ نے اس آیت کو نہیں سمجھا؟ وہ فہم سلف تھی صحابہ کرام کی سمجھ تھی اور یہ خوارج کی سمجھ ہے۔ کیا سمجھا اس آیت میں سے ؟ کہ نعوذ باللہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کفر کیا ہے اس نے فیصلہ تو کیا لیکن قرآن مجید کے خلاف فیصلہ کیا لہذا وہ کافر ہو گئے اس لیے ہم ان کے خلاف خروج کرتے ہیں بغاوت کرتے ہیں کاروائی کرتے ہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا کہ تم دوبارہ کلمہ پڑھ لو توبہ کر لو کفر سے ورنہ پھر ہم تمہارے خلاف تلوار اٹھاتے ہیں۔

دلیل کیا ہے ؟﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کیا فرماتے ہیں ؟ "كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ" (بات تو حق ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اس کے پیچھے باطل چھپا رہے ہیں)۔ اور اسی باطل کی بنیاد پر آپ دیکھیں کہ خون ریزی ہوئی قتل و غارت ہوئی اور آج کے زمانے تک دیکھ لیں آپ۔

تو یہ کون سی رائے ہے ؟ یہ ان کی رائے ہے جنہوں نے عقیدے میں اور قرآن کی تفسیر میں باطل تاویل سے کام لیا اور اپنی رائے کی بنیاد پر مسائل کو پیش کیا۔

اور اس کی مزید وضاحت یعنی صحیح قول کیا ہے؟اہل الرائی جو متاخرین میں جس پر استقرار ہوا اہل الرائی فقہیات میں عقیدے کے مسائل میں نہیں۔جب ہم کہتے ہیں اہل الرائی تو پھر آپ سمجھ لیں کہ اہل الکلام نہیں ہیں اب ان کا جو مصطلح ہے وہ اہل الکلام ہو گیا ہے وہ قابل مذمت ہے سو فی صد۔اہل الرائی بھی قابل مذمت ہیں لیکن فقہی مسائل میں ان سے غلطی ہوئی ہے اس لیے ان کو خارج نہیں کیا گیا اہل سنت والجماعت سے لیکن اہل الکلام جو ہیں وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہو چکے تھے اور ایسے ہی رہیں گے۔

اور اس کی دلیل میں دیکھیں شیخ صالح آل شیخ حفظہ اللہ العقیدۃ الواسطیۃ کی شرح میں فرماتے ہیں ان سے سوال کیا گیا جب انہوں نے حدیث بیان کی الطائفۃ المنصورۃ کی الفرقۃ الناجیہ کی حدیث تو انہوں نے کہا کہ اہل الحدیث اہل الاثر ہی ہیں اور کوئی نہیں ہے تو سائل نے یہ سوال کیا کہ آپ نے شرح میں یہ بات فرمائی کہ ''الفرقة الطائفة هم أهل الحديث و أهل الأثر'' یہ دو ہیں تو کیا''فهل يخرج بذلك أهل الرأي من الحنفية''اہل الرئی جو احناف ہیں حنفیہ میں سے وہ اس سے خارج ہو جاتے ہیں الطائفۃ المنصورۃ سے اہل الحدیث سے کیا خارج ہو جاتے ہیں؟

جواب میں فرماتے ہیں کہ اہل الرئی حنفیہ میں سے جو ہیں اور بعض اہل مدینہ میں سے جیسا کہ ربیعۃ الرأي کے متبعین جو امام مالک رحمہ اللہ کے شیخ ہیں۔اور حنفیہ کون ہیں؟امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے جو شاگرد ہیں۔اور امام ربیعۃ الرأي کون ہیں؟ امام مالک رحمہ اللہ کے شیخ ہیں استاد ہیں وہ بھی ان ہی میں سے تھے اور ان کے علاوہ''من علماء الأمصار''جب یہ کہا جاتا ہے اہل الرائی تو اس سے مراد وہ لوگ جنہوں نے رائے کو فقہیات میں استعمال کیا فقہی مسائل میں''من حيث تقديم القياس أو النظر في المسائل الفقهية''کہ قیاس کو مقدم کیا اور فقہی مسائل میں دیکھا اور فتوے دیئے اپنے خاص قاعدے بنا کر قیاس کی بنیاد پر بغیر دلیل شرعی کی طرف دیکھتے ہوئے۔

تو جنہوں نے فقہی مسائل میں قیاس سے کام لیا انہیں کہتے ہیں اہل الرائی۔ بات واضح ہوئی؟ اہل الرائی کے دو مفہوم سمجھ لیں آپ،ایک مفہوم عام ہے اور مفہوم خاص ہے۔

مفہوم عام میں ہر وہ شخص جس نے اپنی رائے کی بنیاد پر قرآن و حدیث میں بات کی یا شریعت کے کسی بھی مسئلے میں بات کی؟رائے ہوتی ہے نا۔دیکھیں یا تو نص ہے یا اس کی ضد میں رائے ہے۔نص قرآن و سنت ہے اور اس کی صحیح فہم فہم سلف ہے جو ہمارا موضوع ہے۔اگر فہم سلف نہیں ہے جس نے بھی کوئی اور بات کی عقل والے بھی کون ہیں،منطق

والے بھی کون ہیں، ذوق والے کون ہیں، اب ان کی اپنی رائے ہے نا۔ اب میں نے مودودی صاحب کی مثال دی انہوں نے ذوق کو مقدم کیا۔ ان کی رائے کیا تھی؟ یہ رائے ہے نا ان کی کہ ذوق جو ہے یہی بہترین راستہ ہے سمجھنے کا۔

اشاعرہ اور ماتریدیہ نے کیا کیا؟ اہل الکلام اور معتزلہ نے کیا کیا؟ اہل الکلام نے عقل و منطق کو آگے کیا۔ یہ ان کی رائے تھی کہ نہیں؟

اہل تصوف نے کیا کیا؟ خوابوں اور منامات کو ایک راستہ اور طریقہ بنالیا۔ ان کی رائے تھی کہ نہیں؟

تو رائے کے عام مفہوم میں وہ سب داخل ہیں جنہوں نے عقیدے میں، قرآن کی تفسیر میں اور فقہی مسائل میں اپنی رائے کی بنیاد پر قرآن وسنت کے تعلق سے بات کی۔

اور جو خاص مفہوم ہے اور یہی مراد ہے اہل الرائی سے آج بھی وہ لوگ ہیں جنہوں نے صرف فقہی مسائل میں اپنی رائے کی بنیاد پر بات کی اور اس میں توسع کیا اور عقلی مفروضے کیا ہوتے ہیں! قیاس تو ہم نے جان لیا یہ عقلی مفروضے کیا ہوتے ہیں؟ کہ اگر ایسا ہو گا تو کیا ہو گا؟ اگر ایسا ہو گا تو کیا ہو گا؟ اگر ایسا ہو گا تو کیا ہو گا؟ یعنی ایسی نئی باتیں لے کر آئے ہیں جن کا وجود ہی نہ تھا اور یہ معیوب ہے مذموم ہے شریعت میں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (کہ ایسی چیز کا سوال نہ کرو جب تمہیں پتہ چلے پھر تمہیں ناگوار لگے) (المائدہ/101)۔ تو پہلے سوال کرتے کیوں ہو جب مسئلہ ہو جائے تب سوال کرو نا!

تو انہوں نے اچھا چاہا یعنی ان کی نیت اچھی تھی (نیت پر بات کریں گے ان شاء اللہ) نیت تو اچھی تھی ان کی کہ اگر ایسا مسئلہ آجائے فیوچر میں جو آج نہیں ہے تو اس کا جواب تو ہونا چاہیے ناں اس کا جواب کیا ہے؟ جواب آج دے دیا ہے مسئلہ ابھی آیا نہیں ہے۔ تو یہ جو فقہی مسائل میں قیاس آرائیاں ہیں اور عقلی مفروضے ہیں یہ مذموم ہیں شرعاً قابل مذمت ہیں۔

تو پھر شیخ صالح آل شیخ حفظہ اللہ کی بات کی طرف واپس آتے ہیں فرماتے ہیں "فقول السائل" (سائل کا یہ کہنا کہ کیا اہل الرائی ان سے خارج ہیں؟ یہ اس اعتبار سے کہ اگر اہل الرائی سے مراد وہ ہیں جو عقیدے میں اپنی رائے کو استعمال کرتے ہیں اور بات ایسی نہیں ہے کیوں کہ اہل الرائی سے مراد وہ نہیں ہیں)۔ کسی زمانے میں تھا لیکن اصطلاحات تبدیل ہو جاتی ہیں ان کے مفہوم تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اب عرف جو ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے کی بات، اہل الرائی، اہل الفقہ جو فقہی مسائل میں کرتے ہیں اور ان کو اہل الکلام کہہ دیا گیا یا اہل المنطق، اہل العقل کچھ بھی کہیں آپ تو وہ الگ ہو گئے بالکل۔ تو شیخ صالح آل شیخ حفظہ اللہ فرماتے ہیں (اور جو حنفیہ ہیں ان کی بہت ساری قسمیں ہیں، جو اولون تھے مقدمین تھے وہ

مرجئہ تھے، جو متاخرین ہیں ماتریدی ہیں اور میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ اہل سنت والجماعت میں سے وہ ہیں ہی نہیں نہ مرجئہ اہل سنت والجماعت میں سے ہیں اور نہ ہی ماتریدی اہل سنت والجماعت میں سے ہیں کیوں کہ انہوں نے عقیدے کے مسائل میں سلف کی پیروی نہیں کی۔ اہل سنت والجماعت کا راستہ اختیار نہیں کیا، اپنا راستہ اختیار کیا ہے یہ تو اشاعرہ اور ماتریدیہ کی بات ہم کر رہے ہیں)''فضلا عن المرجئة والخوارج''وہ تو سرے سے ہی نہیں ہیں کسی صورت میں بھی۔ شیخ صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ اور میں نے اس لیے یہ بات کی ہے کہ اشاعرہ اور ماتریدیہ کو امام سفارینی جو ہے انہوں نے شامل کر دیا ہے اہل سنت والجماعت میں۔ العقیدۃ السفارینیۃ جو امام سفارینی نے لکھی ہے وہ کہتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے تین گروہ ہیں، اہل حدیث ہیں، اشاعرہ ہیں اور ماتریدیہ ہیں۔ یہ تینوں اہل سنت ہیں اہل حدیث ہیں۔ تو شیخ صالح آل شیخ حفظہ اللہ فرماتے ہیں (میں شیخ سفارینی کا رد کرتے ہوئے یہ بیان کر رہا ہوں کہ اشاعرہ اور ماتریدیہ اہل سنت میں سے نہیں ہیں اہل حدیث میں سے نہیں ہیں اور طائفہ و منصورہ میں سے نہیں ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امام سفارینی کی بات بالکل غلط ہے کیوں کہ اشاعرہ و ماتریدیہ نے مخالفت کی اہل سنت والجماعت کی اور نصوص کی تاصیل میں مخالفت کی اور نصوص کو لینے کے طریقے کی بھی مخالفت کی کہ کیسے استنباط کیا جاتا ہے نصوص میں سے تو جو بنیادی ان کے مخالف ہے، عقیدے میں بھی اختلاف ہے تو کیسے اہل سنت میں سے ہو سکتے ہیں وہ؟ تو یہ فرماتے ہیں کہ غلطی ہوئی، امام سفارینی سے یہاں پر غلطی ہوئی ہے)۔

شیخ صاحب حفظہ اللہ کی بات ختم ہوئی یہاں پر فرماتے ہیں اور حقیقت میں دیکھا جائے کہ الرائی جو ہیں الرائے جو ہیں یہ کوئی مذہب نہیں ہے یہ ایک منہج فکری ہے ایک فکر ہے ایک سوچ ہے اگر مذہب کہتے تو پھر سب کا ایک ہوتا۔ اب آپ دیکھیں کہ اہل الکلام کے different گروہ ہیں مختلف ہیں اور اشاعرہ جو ہیں وہ خوابوں کو دلیل نہیں بناتے تھے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ذوق کو نہیں سمجھتے تھے وہ ان کا اپنا ایک طریقہ تھا عقل کو مقدم کرنا، منطق کو مقدم کرنا تو ایک منہج فکری یہ ہے اسے کوئی بھی اپنا سکتا ہے۔ اور منہج ایک وسیع لفظ ہے منہج فکری یہ جب کہتے ہیں تو اس میں بہت سارے گروہ بھی شامل ہو سکتے ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تو حقیقتاً منہج فکری ہے اور اس کی اس طرح سے مذمت کی ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ اعلام الموقعین میں بڑی پیاری بات فرماتے ہیں رائے کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں اب چند انہوں نے سلف کے اقوال پیش کیے رائے کی مذمت میں، فرماتے ہیں''عن محمد بن إبراهيم التيمي أن عمر بن الخطاب رضي

الله عنه قال أصبح أهل الرأي أعداء السنن أعيتهم أن يعوها وتفلتت منهم أن يرووها فاستبقوها بالرأي ''یہ بیان کر چکا ہوں میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول۔

''عن عبيد الله ابن عمر أن عمر بن الخطاب قال''(دوسرا قول سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کا ہے)''اتقوا الرأي في دينكم'' (اپنے دین میں رائے سے بچو یعنی دین کو رائے کی بنیاد پر ہر گز نہ سمجھنا، اس راستے سے بچ کے رہنا)۔ سبحان اللہ۔

''عن مسروق عن عبد الله''عبداللہ کون ہیں؟ بارک اللہ فیک یہ فائدہ ہے نوٹ کرنے کا مصطلح الحدیث کا جب مطلقاً صرف عبداللہ کہا جائے اور کوئی اور نام نہ ہو صرف عبداللہ ہو تو محدثین کے نزدیک یہ ہیں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۔عبداللہ کتنے ہیں؟ سیدنا عبداللہ بن مسعود ہیں، سیدنا عبداللہ بن عباس ہیں، عبداللہ بن عمر ہیں، عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم ہیں۔ معروف ہیں نا سارے؟ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی ہیں پانچویں، پانچ صحابی ہیں نا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی تو ہیں۔ لیکن دیکھیں جب عبداللہ کا نام آتا ہے تو پھر کون ہیں؟ سبحان اللہ، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں''لا يأتي عليكم عام إلا وهو شر من الذي قبله''(کوئی ایسا سال نہیں آئے گا إلا یہ کہ جو اس کے بعد میں آنے والا سال ہے وہ پہلے سال سے زیادہ شر والا ہو گا)''أما أني لا أقول أمير خير من أمير''(میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی امیر دوسرے سے بہتر ہو گا)۔ یعنی پہلے والا اچھا اور دوسرا اس سے زیادہ شر والا ہو گا۔''ولا عام أخصب من عام''(اور نہ ہی کوئی سال دوسرے سے زیادہ زرخیز ہو گا)''ولكن فقهاؤكم يذهبون''(لیکن تمہارے علماء، فقہاء جاتے رہیں گے)۔ پہلے سال میں زیادہ اس سے بعد میں کم پھر کم یعنی یہ وقت کے ساتھ کم ہوتے رہیں گے۔''ثم لا تجدون منهم خلفاً''(پھر ان کے بعد ان کے نقش قدم پر چلنے والے خلف آپ کو نہیں ملیں گے)''ويجيء قوم''(اور ایسے لوگ آئیں گے)''يقيسون الأمور برأيهم''(جو لوگ اپنی رائے کی بنیاد پر قیاس آرائیاں کرتے رہیں گے شریعت میں بات کرتے رہیں گے)۔

کتنی خطرناک بات ہے یہ! جب تک علماء موجود ہیں واللہ! خیر و برکت ہے جب یہ جاتے رہیں گے تو پھر ان کے بعد میں کون ہو گا جو ان کے راستے کو اپنائے گا اور ان کے طریقوں کو اپنائے گا؟!

''عن عبد ابن خير عن علي رضي الله عنه أنه قال: لو كان الدين بالرأي لكان أسفل الخف أولى بالمسح من أعلاه''(اگر دین قیاس آرائیوں کی بنیاد پر ہوتا تو جب موزے پر مسح کرتے ہیں موزے کے نیچے والا حصہ زیادہ مسح کرنے کے لائق ہوتا ہے یا اوپر والا رائے کیا کہتی ہے؟)۔

تو ہم کہاں سے مسح کرتے ہیں؟ اوپر کیا ہے ؟اتباع سنت ہے۔ نیچے کیا ہے ؟ رائے ہے ۔مقدم کیا ہے ؟ اتباع سنت۔ سبحان اللہ۔

"عن أبي فزارة قال: قال ابن عباس "(سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں)"إنما هو كتاب الله وسنة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم "(صرف دو چیزیں ہیں (إنما حصر کے لیے ہے) یا تو اللہ کا کلام ہے اللہ کی کتاب ہے قرآن مجید ہے یا آپ ﷺ کی سنت ہے)"فمن قال بعد ذلك برأيه "(جو ان کے باوجود ان کے ہوتے ہوئے اپنی رائے کی بنیاد پر کوئی بات کرتا ہے یعنی شریعت میں)"فلا أدري أفي حسناته يجد ذلك أم في سيئاته "(تو اسے یہ پتہ نہیں ہے کہ اس کی یہ بات اس کے نامہ اعمال میں حسنات اچھے اعمال میں یا برے اعمال میں ہو گی)۔

کیا وہ جانتا ہے یا نہیں کہ بُرے اعمال میں ہے لیکن ایک طریقہ ہوتا ہے ،انداز بیان ہوتا ہے کہ تم لوگ کر کیا رہے ہو ؟!اپنی قیاس آرائیوں کی بنیاد پر ان نصوص کے ہوتے ہوئے قیاس آرائیاں کرتے ہو اور پھر یہ سمجھتے ہو کہ اچھا کام کر رہے ہیں اور یہ قیامت کے دن ہمارے نامہ اعمال میں ہو گا اور حسنات میں اچھائیوں میں ہو گا ! بات ایسی نہیں ہے۔ سبحان اللہ۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ بہت سارے ہیں میں نے مختصراً بیان کیا ہے بہت سارے اور بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نام لیتے ہوئے اور آگے بیان فرماتے ہیں"فهؤلاء من الصحابة "جن کا ذکر کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں نے کوٹ نہیں کیا ورنہ لمبا ہو جاتا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جن کی بات انہوں نے کوٹ کی ہے رائے کی مذمت کرتے ہوئے"فهؤلاء من الصحابة أبو بكر الصديق وعمر بن الخطاب وعثمان بن عفان وعلي ابن أبي طالب وعبد الله بن مسعود وعبد الله بن عباس وعبد الله بن عمر وزيد ابن ثابت وسهل بن حنيف ومعاذ بن جبل ومعاوية خال المؤمنين (معاویہ بن ابی سفیان)"۔

بعض لوگ جہالت کی بنیاد پر میں کہوں گا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں ان کی خلافت پر طعن کرتے ہیں جو بھی اختلاف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بیچ میں ہوا اس کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ظالم تھے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافت کو زبردستی لیا ہے انہوں نے جو ہے خلافت کو ختم کیا ہے۔إنا لله وإنا إليه راجعون کیا باتیں ہیں یہ ؟! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بیچ میں یہ مسئلہ ہوا اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اصول میں ایک اصول ہے کیا موقف ہے؟"السكوت عما شجر بينهم "خاموشی اختیار کی جو کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بیچ میں آیا۔

اور یہاں پر امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "خال المؤمنين"۔ کیا ہوتا ہے "خال المؤمنين"؟ مومنوں کے ماموں۔ ماموں کیا ہوتا ہے؟ ماموں کیسے کہا کوئی جانتا ہے؟ اُم المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ابو سفیان کی بیٹی ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کس کے بیٹے ہیں؟ ابو سفیان کے بیٹے ہیں رضوان الله عليهم أجمعين۔ وہ اُم المومنین وہ ہماری ماں ہیں مومنوں کی ماں ہیں تو ماموں ہوئے کہ نہ ہوئے؟ سبحان اللہ، تو علماء کیسے بات کرتے ہیں سبحان اللہ۔

بعض طعن کرنے سے تھکتے نہیں ہیں اور بعض ان کی شان کس طریقے سے بڑھاتے ہیں دور کا رشتہ بھی لے کر آتے ہیں تاکہ منہ توڑ جواب ان لوگوں کے لیے ہو جو طعن کرتے رہتے ہیں۔

فرماتے ہیں امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ "وأبو موسى الأشعري رضي الله عنهم" ان سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نام لیتے ہوئے جنہوں نے رائے کی مذمت کی ہے فرماتے ہیں ذرا غور سنیے:

"يخرجون الرأي عن العلم" (رائے کو علم سے نکال دیتے ہیں کہ رائے کا علم سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے) "ويذمونه" (مذمت کرتے ہیں) "ويحذرون منه" (اس سے آگاہ کرتے ہیں) "وينهون عن الفتيا به" (اور اُس سے فتویٰ دینے سے بھی منع کرتے ہیں) "ومن اضطر منهم إليه أخبر أنه ظن" (اور اگر کوئی اس کو یہ کہتا ہے کہ مجبوراً اس پر میں نے یعنی قیاس آرائی کی ہے تو کہتے ہیں یہ اس کا صرف ظن ہے گمان ہے) "وأنه ليس على ثقة منه" (وسوق کے ساتھ تو کوئی نہیں کہہ سکتا کیونکہ ظن تو ہوتا ہے نا)۔ اور یہ بھی فرمایا کہ یہ بات جو اس نے کہی ہے اپنی رائے کی بنیاد پر اس کی اپنی بات بھی ہو سکتی ہے اور شیطان کی بات بھی ہو سکتی ہے جو وسوسہ کرتا رہتا ہے کیونکہ یقیناً بات نہیں ہے یہ اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ اس سے بَری ہیں، اُس سے اور اس فتوے سے بَری ہیں اور اگر ضرورت بھی پڑ جاتی ہے بعض اوقات کہ انسان اجتہاد کرتا ہے (اس کی رائے بھی تو ہوتی ہے نا اجتہاد میں) تب وہ اس پر عمل کر لیتا ہے لیکن لوگوں کو مجبور نہیں کر سکتا اس پر عمل کرنے کے لیے کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ غلطی پر ہو۔ سبحان اللہ۔

کیا آپ نے کبھی کسی کو دیکھا ہے امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنہوں نے اپنی رائے کو ایک شخص بعینہ کی بنیاد پر اس کی رائے لیتا رہا اور اس کی رائے کی وجہ سے قرآن اور سنت کو چھوڑ دیا؟ جو ثابت سنتیں ہیں آپ ﷺ سے (جو ثابت حدیثیں اور سنتیں ہیں آپ ﷺ کی) تو اب صرف ایک شخص کی رائے کی وجہ سے سنتوں کو چھوڑ دیا ہو کبھی آپ نے دیکھا ہے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؟ یعنی کبھی نہیں دیکھا۔ اور اس کی بنیاد پر وہ لوگوں پر بدعت کے فتوے بھی لگاتا

رہے گمراہی کے فتوے بھی لگاتا رہے۔"فهؤلاء "اب بات کر رہے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اور سلف کی ذرا غور سے سنیں فرماتے ہیں:

"فهؤلاء برك الإسلام "(اسلام کے کنویں ہیں (سبحان اللہ))"وعصابة الإيمان "(ایمان کے محافظ ہیں)"وأئمة الهدى "(ہدایت کے امام ہیں یعنی رہنما)"ومصابيح الدجى "(ظلمتوں کے چراغاں)"وأنصح الأئمة للأمة "سبحان اللہ، فرماتے ہیں(امت میں سب سے زیادہ امت کو سب سے زیادہ نصیحت کرنے والے)"وأعلمهم بالأحكام وأدلتها"(سب سے زیادہ احکام اوران کے دلائل کو جاننے والے)"وأفقههم في دين الله وأعمقهم علما"(اللہ تعالیٰ کے دین میں سب سے زیادہ گہرائی سے علم رکھنے والے)"وأقلهم تكلفاً"(اوران میں سب سے کم تکلف کرنے والے)"وعليهم دارت الفتيا"(اورانہیں پر فتوے کادار و مدار رہا)"وعنهم انتشر العلم "(اورانہیں سے علم پھیلا)"وأصحابهم هم فقهاء الأمة"(اوران کے جو اصحاب ہیں وہ امت کے فقہاء اور علماء ہیں)"ومنهم من كان مقيما بالكوفة"(ان میں سے بعض کوفہ میں تھے)"كعلي وابن مسعود "جیسا کہ سیدنا علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کہاں پر تھے؟ کوفہ میں تھے۔"وبالمدينة كعمر ابن الخطاب وابنه "یعنی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما "وزيد بن ثابت "جن کی بات ہم نے کوٹ کی جنہوں نے رائے کی مذمت کی دیکھیں کہاں کہاں پھیلے ہوئے تھے ایک جگہ پر نہیں تھے۔ کوفہ میں سیدنا علی اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما مدینہ میں سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔"وبالبصرة كأبي موسى الأشعري "(ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بصرہ میں تھے)"وبالشام كمعاذ بن جبل ومعاوية بن أبي سفيان "معاذ بن جبل اور معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما کہاں پر تھے؟ شام میں تھے۔"وبمكة كعبد الله بن عباس "(جیسے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مکہ میں تھے)"وبمصر "(مصر میں)"كعبد الله بن عمرو بن العاص "عبداللہ بن عمرو بن العاص کہاں پر تھے؟ مصر میں۔"وعن هذه الأمصار انتشر العلم في الآفاق "(اوران ہی اُمصاران ہی شہروں سے ان ہی جگہوں سے پوری دنیا میں علم پھیلا کہ نہ پھیلا؟)۔

علم تھا یا قیاس آرائیاں تھیں؟ علم تھا۔ قیاس آرائیوں کی مذمت کرتے رہے کہ نہ کرتے رہے؟ یعنی جہاں سے علم کی روشنی پھیلی پوری دنیا میں وہیں پر علم کے ساتھ ساتھ علم کے پھیلنے کے ساتھ ساتھ قیاس آرائیوں کی اور رائے کی مذمت بھی ساتھ ہوتی رہی ہے۔ سبحان اللہ۔

پھر امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ چند غلطیاں بیان کرتے ہیں اہل الرائی کی، فرماتے ہیں:

1۔پہلی غلطی اہل الرائی کی یہ ہے کہ انہوں نے سمجھا(اب اہل الرائی کس کی بات ہو رہی ہے؟ جنہوں نے فقہی مسائل میں قیاس آرائیاں کی ہیں، اہل الرائی جو وہ تھے وہ گذر چکے ہیں اہل الکلام ان کی بات ختم ہو گئی ہے) کہتے ہیں انہوں نے یہ گمان کیا کہ نصوص شریعت قرآن اور حدیث جو ہے وہ سارے مسائل بیان کرنے سے قاصر ہے۔

2۔کہ بہت سارے نصوص کا انہوں نے اپنی قیاس آرائیوں سے سامنا کیا، نص آگیا اس پر قیاس کیا۔

اگرچہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نصوص کا کافی احترام کرتے تھے کوئی حدیث مل جاتی تو عمل کرتے تھے جو ثابت ہو جاتی تھی ان کے نزدیک سبحان اللہ لیکن اس کے باوجود بھی دیکھیں جب آہستہ آہستہ یہ مسئلہ بڑھتا رہا اور قیاس آرائیاں بڑھتی رہیں اور پھر تعصب کا زمانہ آیا تیسری صدی کے بعد بہترین زمانوں کے بعد پھر معاملے جو ہیں اور بگڑتے گئے۔

3۔اور تیسری غلطی امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ جو بیان کرتے ہیں اہل الرائی کی کہ بہت سے احکام شرعیہ کو انہوں نے سمجھا ہے کہ قیاس کے خلاف ہیں اور ان کے نزدیک جو عدل ہے انصاف ہے وہ ہے جو ترازوئے عدل ہے یعنی بعض مسائل میں ان کو عدل نہیں نظر آرہا تھا تو انہوں نے قیاس آرائی سے کام لیا تاکہ انصاف ہو جائے۔

4۔انہوں نے ایسی علت اور ایسے اوصاف بیان کیے شریعت میں جن کا وجود تھا ہی نہیں۔

علت یعنی وجہ اور سبب نہیں تھے تو انہوں نے خود ایجاد کر دیا یعنی رائے میں توسع کرنا، قیاس میں توسع کرنا قیاس میں مذموم کو بھی شامل کر لینا ورنہ قیاس جو ہے دو قسم کا ہے جیسے اہل سنت والجماعت کا منہج ہے کہ قیاس صحیح بھی ہے جو قرآن و سنت کے مطابق ہے مخالف نہیں ہے، مذموم جو قرآن و سنت کے مخالف ہوتا ہے اور انہوں نے قیاس مذموم سے کام لیا ہے یہ ساری باتیں وہ ہیں جو قابل مذمت ہیں۔

5۔پانچویں نمبر پر "تناقضهم في القياس" جب قیاس آرائیاں حد سے بڑھ گئیں تو پھر ان کا آپس میں بھی اختلاف ہوا اور تضاد ہوا۔

آپ خود دیکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے معروف اور سب سے بڑے دو شاگرد امام قاضی ابو یوسف اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمہما اللہ نے ایک تہائی سے زیادہ مسائل سے اختلاف کیا اپنے امام سے۔ نہیں کیا؟! کیوں کیا؟ جب قیاس کی بات آتی ہے تو اختلاف بڑھتا ہے اور قرآن و سنت میں جتنا آپ زیادہ قریب جاتے ہیں فہم سلف جتنا زیادہ آپ لازم پکڑتے ہیں اتنا ہی اختلاف کم ہوتا ہے۔ سبحان اللہ۔

آپ امام احمد بن حنبل کو دیکھ لیں، امام شافعی، امام مالک رحمہما اللہ کو دیکھ لیں اور دیگر آئمہ کو دیکھ لیں ان کے بھی شاگرد تھے کچھ اختلاف ان کا بھی تھا لیکن بہت کم تھا۔ کیوں؟ کیوں کہ ان کی اصل بنیاد جو تھی حدیث تھی وہ محدثین تھے وہ اہل حدیث تھے اہل الأثر تھے اور یہ اہل الرائی میں سے تھے۔

بہر حال، اس سے یہ ثابت ہوا کہ محض رائے کی بنیاد پر بھی قرآن اور صحیح حدیث کو سمجھنا ممکن نہیں ہے بہت ساری غلطیاں آتی ہیں اور جن کا یہ اعتراض ہے کہ فہم سلف حجت نہیں ہے یا بعض لوگ کہتے ہیں کہ بدعت ہے تو پھر ساتواں آپشن جو ہے وہ بھی گیا کہ رائے بھی اس قابل ہے ہی نہیں کہ اس کی بنیاد پر قرآن اور سنت کو سمجھا جائے۔

اگلے درس میں ان شاء اللہ آٹھویں نمبر پر ''اہل الظاہر'' ظاہری الفاظ کی بنیاد پر قرآن و حدیث کو سمجھنا یہ آٹھواں آپشن بچتا ہے اس پر بات کریں گے ان شاء اللہ۔ واللہ اعلم۔

"سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ"

سوال: کیا یہ صحیح جو لوگ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ساری حدیثوں کو اس لیے نہیں قبول کیا کیوں کہ ان کے نزدیک حدیث کا مشہور ہونا شرط ہے۔

جواب: یہ بات درست ہے کہ وہ محدث نہیں تھے مسئلہ یہ ہے کہ وہ محدث نہیں تھے ان کے کچھ اپنے طریقے تھے حدیث کو قبول کرنے میں انہوں نے زیادہ وقت فقہ میں لگایا۔ امام البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں وہ ضعیف ہیں۔ جیسا کہ محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ضعیف حدیث کیوں ہیں حدیث میں؟ اس لیے نہیں کہ وہ عدل نہیں اس لیے کہ ان کا حافظہ کمزور تھا انہوں نے دیکھا جن احادیث میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں اور وہی طرق جمع کیے ہیں جن میں اور ثقات تھے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ستّر سے زیادہ احادیث میں غلطیاں کی ہیں ستّر سے زیادہ۔ تو جیسے انہوں کہا کہ ان کا حافظہ کمزور ہے لیکن امام البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ کے امام تھے اور وہ حدیث میں اس لیے مہارت حاصل نہ کر سکے کیوں کہ ان کا زیادہ وقت جو ہے وہ فقہ میں لگا ہے۔ تو اس لیے ان کے کچھ اپنے بھی طریقے تھے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق سے آپ بعض یعنی آثار پڑھتے ہیں جس میں ان پر کسی نے کفر کا فتویٰ بھی لگایا ہے کسی نے کہا کہ جہمی ہے، کسی نے کہا کہ خلق القرآن کے تعلق سے کوئی بات کرتے ہیں، کسی نے کہا کہ وہ خوارج میں سے ہیں بہت سارے لوگوں نے مختلف باتیں کی ہیں لیکن صحیح بات یہ ہے جیسا کہ میں

نے شرح العقیدۃ الطحاویۃ میں بیان کیا تھا امام ابن أبي العز حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام قاضی یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مناظرہ کیا کئی مرتبہ مناظرہ کیا۔ کس مسئلے میں؟ خلق القرآن کے مسئلے کے تعلق سے یہاں تک کہ وہ اپنے اس عقیدے سے رجوع کر گئے۔

اب ایک عالم گواہی دے رہے ہیں کہ "میں نے مناظرہ کیا اپنے امام کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ رجوع کر چکے"۔ ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہر شخص کی ابتداء ہوتی ہے طلب علم کی پھر انتہا ہوتی ہے ابتدائی غلطیاں ہوتی ہیں ابتداء میں نقص ہوتا ہے کمال انتہا میں جا کر ملتا ہے کوئی شخص شروع سے کمال حاصل نہیں کرتا کوئی بھی علم آپ دیکھ لیں۔ تو ابتداء کا نقص موجود تھا وہ زمانہ فتنے کا زمانہ تھا فتنوں کی ابتداء ہو چکی تھی سن 150ھ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہے اور اس زمانے میں بدعت الخوارج موجود تھی اور قدریوں کی بدعت بھی موجود تھی اور اس زمانے میں جہمیوں کی بھی بدعت موجود تھی، اس زمانے میں اعتزال کی بدعت بھی موجود تھی۔ قدریہ ہیں، جہمیہ ہیں، خوارج ہیں، معتزلہ ہیں یہ سارے فتنے موجود تھے، سبحان اللہ، اس کے باوجود بھی جب نئی چیزیں آتی ہیں اور ایک شخص اپنی رائے پر depend کرتا ہے قرآن و سنت پر نہیں کرتا تو غلطیاں ہوئی ہیں ابتداء میں جس کی وجہ سے علماء نے کلام بھی کیا ہے علماء نے سختی بھی کی ہے علماء نے مذمت بھی کی ہے علماء نے روکا بھی ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے۔ ٹھیک ہے نا لیکن انتہا جو ہے اس میں بعض چیزیں رہ گئیں مرجئۃ الفقہاء میں سے تو ہیں اور یہ بہت بڑی غلطی ہے کوئی عام غلطی نہیں ہے عقیدے کے اصول میں غلطی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

سوال: کیا علماء نے ان کی حدیث کو اس لیے قبول نہیں کیا کہ وہ مرجئۃ الفقہاء میں سے تھے؟

نہیں نہیں! یہ وجہ نہیں ہے۔ بھائی کا یہ سوال ہے کہ کیا حدیث کو اس لیے انہوں نے قبول نہیں کیا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کیونکہ وہ مرجئۃ الفقہاء میں سے تھے؟ نہیں۔ یعنی بدعتی سے بھی حدیث لے لیتے تھے لیکن شروط کے ساتھ تو مرجئۃ الفقہاء اگر بدعتی بھی ان کو کہا جائے جیسا کہ بعض علماء نے کہا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کی حدیث کو اس لیے رد کیا ہے حدیث کا رد کرنے کی وجہ بتا دی ہے میں نے کہ ان کا حافظہ کمزور تھا۔ اگرچہ بعض حنفی غصے میں آ جاتے ہیں کہتے ہیں کہ تمہارے امام کا حافظہ ٹھیک ہے ہمارے امام کا حافظہ کمزور تھا! اور پھر مثالیں دیتے ہیں۔ بھئی یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے اب حافظہ میرا اور آپ کا برابر نہیں ہے اگر آپ کا حافظہ مجھ سے زیادہ مضبوط ہے تو اس میں آپ کا کیا کمال ہے اور میرا کیا قصور ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کی دین ہے نعمت ہے اللہ تعالیٰ کی لیکن اس کے باوجود بھی کہ حافظہ کمزور تھا میں کہتا

ہوں کہ کمال ہے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کہ انہوں نے فقہی مسائل میں کس طریقے سے یعنی علم حاصل کیا اور کس طریقے سے تجارت کو چھوڑ کر یعنی طلب علم میں انہوں نے زندگی گزاری اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ کمال ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق تھی کوئی شک نہیں ہے اس میں ہاں غلطیاں کچھ تھیں لیکن ابتداء کا نقص انتہا کے کمال کے سامنے کوئی قابل اعتبار نہیں رہتا۔ واللہ اعلم۔

"سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ"

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (17: فہم سلف کی شرعی حیثیت) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔